پیغامِ حج

۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رِبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلوٰةُوَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدَنَا مُحَمَّد الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ صَحْبِهِ الْمُنْتَجَبِيْنَ."

سلام ہو خانہ خدا کے زائروں، سرائے دوست کے مہمانوں اور اس کی دعوت پر لبیک کہنے والوں پر۔ مخصوص درود و سلام ہو ذکرِ خدا سے منور اور الطاف و عنایاتِ الٰہی سے معمور دلوں پر جن کے استقبال کے لئے رحمت کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔ حج کے شب و روز اور روح پرور لمحوں میں بہت سے لوگوں نے موقع سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے خود کو دریائے روحانیت و معنویت سے سیراب کر لیا، توبہ و استغفار کے ذریعے دل و جاں کو نورانیت بخشی اور رحمتِ الٰہی کی امواج میں جو اس وادیٔ مقدس میں پے در پے اٹھ رہی ہیں، خود کو گناہ و شرک کے زنگ سے صاف کر لیا ہے۔

اللہ کا سلام ہو پاکیزہ دلوں، نیک سرشت افراد اور صاحبانِ دل پر۔ تمام بہن بھائیوں کے لئے بہتر ہے کہ ان ثمرات کے بارے میں غور و فکر کریں اور ان عظیم لمحات کی قدر کریں۔ اور اس بات کی اجازت نہ دیں کہ اس مقدس وادی میں بھی مادّی زندگی کے وہ ناپسندیدہ حالات جن میں

ہمیشہ ہم پھنسے رہتے ہیں ہمارے دلوں کو مشغول رکھیں، بلکہ ذکرِ خدا، توبہ و استغفار، گریہ و زاری، صداقت و پاکیزگی، حسنِ کردار اور فکرِ صالح کے لئے عزمِ راسخ اور خداوندِ عالم کی بارگاہ میں نصرت و مدد کی التجا کے ذریعے اپنے دلِ بیتاب و مشتاق کو الوہیت و وحدانیت اور معنویت سے معطر فضا میں پرواز کے قابل بنالیں۔ خدا کی راہ میں استقامت اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے کے لئے ضروری اسباب و وسائل حاصل کرلیں۔ یہ حقیقی وحدانیت کا مرکز ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں خلیلِ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پارۂ جگر کو قربان گاہ میں لاکر یکتا پرستی کا بے مثال نمونہ، جو دراصل نفس پر غلبے اور حکمِ الٰہی کے سامنے سراپا تسلیم ہوجانے سے عبارت ہے، پیش کیا اور پوری تاریخِ عالم میں تمام یکتا پرستوں کے لئے یادگار بنادیا، یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانے کی بڑی طاقتوں اور زور وزر کے خداؤں کے سامنے توحید و وحدانیت کا پرچم لہرایا اور اللہ پر ایمان کے ساتھ ہی طاغوت سے نفرت و بیزاری کو نجات و سعادت کی شرط بنا دیا: "فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی۔"(۱)

حج انہی عظیم تعلیمات کے اعادے اور انھیں یاد کرنے کے معنی میں ہے۔ مشرکین سے برائت و بیزاری، بتوں اور بت سازوں سے نفرت کا اعلان وہ جذبہ ہے جو مؤمنین اور صاحبانِ ایمان کے مناسکِ حج پر حکم فرما رہتا ہے۔ اعمالِ حج کا ہر مقام اور اس کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خود سپردگی، اس کی راہ میں سعی و کوشش، شیطان سے دوری و بیزاری، اس کو کنکریاں مارنے اور خود سے دور کرنے اور خود کو اس کے مدِ مقابل کھڑا کرنے کا حقیقی مظہر ہے۔ حج کا ہر مرحلہ قبلے کے محور پر اجتماع، اتحاد و یکجہتی، نسلی ولسانی تفریق کا انکار اور مسلمانوں کی حقیقی اخوت و دوستی کا نمونہ ہے۔ یہ وہ دروس و تعلیمات ہیں جو ہم سبھی مسلمانوں کے لئے، خواہ دنیا کے کسی بھی گوشے سے تعلق رکھتے ہوں، واجب العمل ہیں۔ ہمیں انہی کی بنیاد پر اپنی زندگی اور مستقبل کی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ قرآن نے دشمنوں کے مقابلے میں قوت و اقتدار کے ساتھ محاذ آرائی، مؤمنین کے درمیان مہر و محبت اور

خداوندِ عالم کے حضور خضوع وخشوع کو اسلامی معاشرے کی تین نشانیاں اور علامتیں قرار دیا ہے۔

" مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَ رِضْوَانًا....."(۲)

امتِ اسلامیہ کے باشکوہ اور پروقار جسم وپیکر کے یہ تین بنیادی ستون ہیں۔ تمام مسلمان اس حقیقت کو مدِ نظر رکھ کر عالمِ اسلام کے موجودہ مسائل ومشکلات کو صحیح طریقے سے پہچان سکتے ہیں۔ آج امتِ اسلامیہ کی سب سے بڑی دشمن وہ استکباری، توسیع پسند اور جارح طاقتیں ہیں جو اسلامی بیداری کو اپنے ناجائز مفادات اور عالمِ اسلام پر اپنے ظالمانہ تسلّط کے لئے ایک بڑا خطرہ سمجھتی ہیں۔ تمام مسلمانوں اور خصوصاً سیاستدانوں، علما ودانشوروں، روشن فکر افراد اور مختلف ممالک کے سربراہوں کا فریضہ ہے کہ اس جارح دشمن کے خلاف زیادہ سے زیادہ قوت واستحکام کے ساتھ ایک متحد اسلامی محاذ تشکیل دیں۔ اپنی اندرونی توانائیوں کو منظّم کریں اور امتِ اسلامیہ کو حقیقی معنی میں طاقتور اور مؤثر بنائیں۔ علم و معرفت، دانشمندی و ہوشیاری، احساسِ ذمے داری، سچی دینداری، الٰہی وعدوں پر ایقان وایمان، فریضے کی ادائیگی اور رضائے خدا کے حصول کے لئے حقیر و ناچیز خواہشات سے چشم پوشی، یہ سب امتِ مسلمہ کی قوت واقتدار کی بنیادی شرطیں ہیں، جو اس کو عزت ووقار، خودمختاری وآزادی اور مادّی ومعنوی ترقی سے ہمکنار کر سکتی اور دشمن کو اسلامی ممالک میں دست درازی، توسیع پسندی اور ریشہ دوانیوں میں ناکام بنا سکتی ہیں۔ مؤمنین کے درمیان صلح و آشتی امتِ مسلمہ کی ایک اور پسندیدہ صفت ہے۔ امتِ مسلمہ کے مختلف فرقوں اور مکاتبِ فکر کے مابین اختلاف وتفرقہ ایک خطرناک بیماری ہے جس کا پوری توانائی کے ساتھ فوری علاج کرنا چاہئے۔ ہمارے دشمنوں نے اس میدان میں بھی عرصۂ دراز سے وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی ہے، اور آج جب اسلامی بیداری نے ان کو وحشت میں مبتلا کر دیا ہے، تو انھوں نے اپنی کوششیں اور تیز

کردی ہیں۔تمام ہمدردوں کا کہنا ہے کہ تفاوت وفرق کو کینہ توزی ودشمنی کا باعث نہیں بننے دینا چاہئے، رنگ ونسل کا تنوع جنگ وجدل پر منتج نہیں ہونا چاہئے۔اس سال کو ملتِ ایران نے قومی اتحادواسلامی یکجہتی کے سال کا نام دیا ہے۔مسلمان بھائیوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے والی سازشوں کی شدت کا ادراک کرتے ہوئے اس سال کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔فلسطین، لبنان، عراق، پاکستان اور افغانستان میں دشمنوں کی یہ سازشیں کامیاب ہوئیں اور ایک ہی مسلمان ملک کے کچھ لوگ اسی ملک کے کچھ دوسرے لوگوں کے خلاف قتل وغارت کے لئے کمربستہ ہوگئے، ایک دوسرے کا خون بہایا۔ان تمام تلخ اور افسوسناک واقعات میں دشمنوں کی سازشیں بالکل عیاں تھیں، اور باریک بیں نگاہوں نے (ان حادثات میں) دشمن کا ہاتھ دیکھا ہے۔قرآنِ کریم میں: "رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ." (۳) کا حکم اسی طرح کی جنگوں اور لڑائیوں کی بیخ کنی کے لئے ہے۔

آپ ان پُرشکوہ ایام اور حج کے گوناگوں مناسک میں دنیا کے مختلف مقامات اور مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو دیکھ رہے ہیں، جو ایک ہی گھر کا طواف کررہے ہیں، ایک ہی کعبے کی جانب رُخ کرکے نماز ادا کررہے ہیں، شیطانِ رجیم کی علامت (جمرات) کو ایک ساتھ ملکر پتھر ماررہے ہیں اور نفسانی خواہشات اور ہوا وہوس کی قربانی کی علامت کے طور پر یکساں عمل انجام دے رہے ہیں اور عرفات ومشعر میں ٹھہرنے کے دوران ایک ساتھ مل کر (خدا کے حضور) گریہ وزاری کررہے ہیں۔اسلامی فرقے اپنے بنیادی عقائد اور بیشتر اعمال واحکام میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور ان میں یکسانیت ہے۔ان تمام مشترکات کے ہوتے ہوئے بھی تعصب اور تنگ نظری ان کے درمیان اختلاف کی آگ کیوں کر بھڑکاتی ہے اور خائن وغدار دشمن کو اس خطرناک آگ کو ہوا دینے کا موقع کیسے مل جاتا ہے؟ آج جو لوگ تنگ نظری اور نادانی کی وجہ سے بے بنیاد مسائل کے بہانے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت اور کسی فرقے کو مشرک گردانتے ہیں اور حتیٰ اس کا خون بہانا روا سمجھتے ہیں، یہ لوگ درحقیقت دانستہ یا نادانستہ طور پر شرک وکفر اور سامراج کی

خدمت کر رہے ہیں۔ کیا معلوم کہ جن لوگوں نے پیغمبر اعظمؐ اولیائے کرام اور ائمۂ معصومین علیہم السلام کے روضوں کی زیارت وتکریم کو جو دینداری کا مظہر ہیں شرک وکفر قرار دیا ہے کہیں وہ خود کافروں اور ظالموں کے دربار کی تکریم میں مصروف تو نہیں؟! کہیں وہ ان کے ناپاک عزائم کو پائے تکمیل تک پہنچانے میں مدد ومعاون تو ثابت نہیں ہورہے؟! حقیقی علما دینی جذبے سے روشن دماغوں اور مخلص حکمرانوں کو چاہئے کہ اس طرح کی خطرناک لعنتوں اور اقدامات کا مقابلہ کریں۔

آج اسلامی اتحاد ویکجہتی ایک لازمی ہدف ہے جو دانشمندوں اور قومی ہمدردی کے جذبے سے سرشار افراد کی محنت ومشقت سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس عظیم مقصد کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ عزت وسربلندی کے یہ دونوں ستون یعنی ایک طرف استکبار کے مقابلے میں مضبوط صف آرائی اور مستحکم محاذ کی تشکیل اور دوسری طرف مسلمانوں کے درمیان اخوت ومحبت ومہربانی جب تیسرے ستون یعنی پروردگار کے حضور خشوع وتعبّد وبندگی کے ساتھ مل جائیں گے تو امتِ اسلامیہ دوبارہ اسی راستے پر چل پڑے گی جس پر چل کر صدرِ اسلام کے مسلمانوں کو عزت وعظمت ملی تھی۔ اس کے نتیجے میں مسلمان قومیں اس ذلت آمیز پسماندگی سے جو حالیہ صدیوں کے دوران ان پر مسلّط کردی گئی ہے نجات اور چھٹکارہ حاصل کرلیں گی۔ اس عظیم تحرک کا آغاز ہوچکا ہے اور پورے عالمِ اسلام میں بیداری کی لہریں ہر جگہ ارتعاش پیدا کررہی ہیں۔ دشمنوں کے ذرائع ابلاغ ان کی پروپیگنڈہ مہم اور ان کے ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ عالمِ اسلام کے جس کسی گوشے میں عدل وانصاف کے مطالبے اور حریت پسندی کی تحریک اٹھے اسے ایران یا پھر شیعیت سے منسوب کردیں اور اسلامی ملک ایران کو جو اسلامی بیداری کا کامیاب علمبردار ہے ان کاری ضربوں کا ذمے دار قرار دیں جو میدانِ سیاست وثقافت میں مسلمان ممالک کے غیور عوام کی جانب سے ان پر لگائی جاتی ہیں۔ وہ تینتیس روزہ جنگ میں حزب اللہ کے بے مثال کارناموں عراقی عوام کی مدبرانہ استقامت کو جو غاصبوں کی مرضی کے برخلاف پارلیمنٹ اور (عوامی) حکومت کی تشکیل پر منتج ہوئی فلسطین کی قانونی حکومت اور وہاں کے جاں نثار عوام کی حیران کن مزاحمت وپامردی مسلمان ممالک میں مذہبی بیداری اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی دیگر بہت سی

علامتوں اور نشانیوں کو ایرانیت اور شیعیت کے دائرے میں محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں' تا کہ اس بیداری کے لئے عالمِ اسلام کی ہمہ گیر حمایت کو معمولی اور غیر اہم ظاہر کر سکیں' لیکن یہ ہتھکنڈہ سنتِ الٰہی کے مقابلے میں' جو مجاہدین فی سبیل اللہ اور دین خدا کی مدد کرنے والوں کی کامیابی ہے' نہیں ٹھہر سکے گا۔ آنے والا دور امتِ اسلامیہ کا دور ہوگا اور ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی طاقت و توانائی' صلاحیت اور ذمے داری کے لحاظ سے اس نئے دور کی جانب پیش قدمی کے عمل کو سرعت بخش سکتا ہے۔

حج کے مناسک آپ جیسے خوش قسمت حاجیوں کے لئے ایک بڑا اور بہترین موقع ہیں تا کہ خود کو پہلے سے زیادہ اپنے اوپر عائد اس فریضے کی ادائیگی کے لئے آمادہ کر سکیں۔ امید ہے کہ توفیقِ الٰہی اور حضرت مہدیٔ موعود عجل اللہ الفرجہ الشریف کی دعا اس عظیم مقصد تک پہنچنے میں آپ کی مدد کرے گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السید علی الحسینی الخامنہ ای
۴ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسک ہو گیا ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۵۶)

(۲) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے لئے سخت ترین اور آپس میں انتہائی رحمدل ہیں' تم انھیں دیکھو گے کہ بارگاہِ احدیت میں سر خم کئے ہوئے سجدہ ریز ہیں اور اپنے پروردگار سے فضل و کرم اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ (سورۂ فتح۔ آیت ۲۹)

(۳) آپس میں انتہائی رحمدل ہیں۔ (سورۂ فتح۔ آیت ۲۹)